از عدالت الاعظمیٰ

گوپال ونایک گوڈسی

بنام

ریاست مہاراشٹرا و دیگران

(پی ۔بی۔ گجیندر گڈکار، اے۔ کے۔ سرکار، کے۔ سبھا راؤ ، کے۔این وانچو اور۔ جے۔آر۔مڈھولکر، جسٹسز)

ہیبیس کارپس۔ سزا۔ عمر بھر کیلئے نقل وحمل۔عمر قید،اگر کسی مقررہ مدت کے مساوی ہو ۔ معافی کا حق ۔ جب اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ انڈین پینل کوڈ، 1860 (XLV آف 1860) ، دفعہ 53اے ۔ ضابطہ فوجداری ،1898 (V آف 1898)،دفعہ 401۔

درخواست گزار کو 1949 میں مجرم قرار دیا گیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی۔اس نے 2963 دن کی معافی حاصل کی اور اسے درخواست گزار کی طرف سے اصل میں دی گئی قید کی مدت میں شامل کرتے ہوئے مجموعی طور پر 20 سال سے تجاوز کر گیا۔درخواست گزار نے دعوی کیا کہ جیل میں اس کی مزید حراست غیر قانونی ہے اور اس نے آزاد ہونے کی استدعا کی:

مانا کہ درخواست گزار نے ابھی تک رہا ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں کیا تھا۔ایک قیدی ہندوستان میں کسی نامزد جیل میں عمر قید کی سخت سزا کے ذریعے عمر قید کی سزا کاٹ سکتا ہے۔ضابطہ فوجداری (امینڈمنٹ) ایکٹ، 1955 کے ذریعے متعارف کرائی گئی انڈین پینل کوڈ کی دفعہ 53اے میں کہا گیا ہے کہ ترمیم شدہ ایکٹ سے پہلے عمر قید کی سزا پانے والے کسی بھی شخص کو عمر قید کی سزا سنائی جائے گی،عمر قید کی سزا پانے والا

قیدی اپنی بقیہ زندگی جیل میں گزارنے کا پابند ہوگا جب تک کہ سزا کو مناسب اتھارٹی کے ذریعے تبدیل یا معاف نہ کیا جائے۔اس طرح کے جملے کو کسی مقررہ اصطلاح کے برابر نہیں کیا جاسکتا۔ جیل ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد ایسے قیدی کو معافی حاصل کرنے کے حقدار تھے لیکن اس طرح کی معافی کو صرف مدت کے اختتام پر ہی مدنظر رکھا جاتا تھا۔معافی کا سوال خصوصی طور پر مناسب حکومت کے صوبے کے اندر تھا۔موجودہ معاملے میں اگرچہ حکومت نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 401 کے تحت کچھ معافی دی تھی،لیکن اس نے پوری سزا معاف نہیں کی تھی۔

پنڈت کشوری لال بمقابلہ کینگ امپیرر،(1944) ایل۔آر۔ 72 آئی۔اے۔1،کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اصل دائرہ اختیار : پٹیشن نمبر 305/1960۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزار ذاتی طور پر۔

جواب دہندگان کی طرف سے ہندوستان کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایچ۔این۔سنیال اور آر۔ایچ۔دیبر۔

12 جنوری 1961۔عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سبّا راؤ_ یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ہیبس کارپس کی نوعیت کے ایک حکم کے لیے درخواست ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ درخواست گزار نے اپنی سزا منصفانہ طور پر پوری کی ہے اور اس لیے اسے رہا کیا جانا چاہیے۔
10 فروری 1949 کو، لال قلعہ، دہلی کے خصوصی عدالت کے جج نے درخواست گزار کو دھا کہ خیز

مواد ایکٹ کی دفعہ 3، جسے دفعہ 6 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، کے تحت، دفعہ 4 (بی) اور اس کی دفعہ 5 کے تحت، اور تعزیرات ہند کی دفعہ 109 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 302 کے تحت قتل کے لیے مجرم قرار دیا۔ پہلے دو جرائم کے لیے اسے بالترتیب سات سال سخت قید اور پانچ سال سخت قید کی سزا سنائی گئی اور تیسرے جرم کے لیے عمر قید کی سزا سنائی گئی اور تمام سزاؤں کو بیک وقت چلانے کی ہدایت کی گئی۔ سزا سنائے جانے کے بعد وہ 19 مئی 1950 تک ریاست پنجاب کی جیلوں میں قید رہے، اور اس کے بعد انہیں ریاست بمبئی (اب مہاراشٹر) کی ناسک روڈ سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ درخواست گزار کے مطابق، اس نے 30 ستمبر 1960 تک درج ذیل معافی حاصل کی ہے:

(ا)	عام معافی۔	836 دنوں
(ب)	خصوصی معافی۔	206 دنوں
(ج)	جسمانی تربیت سے نجات۔	113 دنوں
(د)	ادبی معافی۔	108 دنوں
(ڈ)	سالانہ اچھے طرز عمل کی معافی۔	250 دنوں
(ر)	ریاستی معافی۔	1380 دنوں

کمائی گئی معافی کی کل تعداد 2,893 دن ہے؛ لیکن ریاست نے اپنے جوابی حلف نامے میں کہا ہے کہ درخواست گزار نے مذکورہ تاریخ تک 2,963 دن کی معافی حاصل کی ہے۔ ریاست کی طرف سے دی گئی تعداد کو اس درخواست کے مقصد کے لیے درست کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس طرح حاصل کی گئی معافی کی رقم کو درخواست گزار کی قید کی مدت میں شامل کیا جاتا ہے، تو مجموعی طور پر 20 سال سے تجاوز کر جائے گا، اور یہاں تک کہ اگر صرف ریاستی معافی کو اس میں شامل کیا جائے، تو یہ 15 سال سے تجاوز کر جائے گا۔ درخواست گزار، یہ دعوی کرتے ہوئے کہ اس کی قید سے متعلق متعلقہ دفعات کے تحت جیل میں اس کی مزید حراست غیر قانونی ہوگی، دعا کرتا ہے کہ اسے فوری طور پر رہا کیا جائے۔ ریاست نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اس نے 2,963 دن کی معافی حاصل کی ہے، جوابی حلف نامے میں الزام لگایا کہ حاصل کی گئی معافی اسے رہا کرنے کا حق نہیں دیتی ہے اور قواعد کے تحت اس کی رہائی کے سوال پر اس کے 15 سال مکمل کرنے کے بعد ہی غور کیا جائے گا۔

درخواست گزار نے ذاتی طور پر اپنے مقدمے کی دلیل دی۔ اس نے اپنی مدد کے لیے امیکس کیوری کے طور پر ایک وکیل کی مدد کو مسترد کر دیا۔ حالات میں، اس کی دلیل قانونی بنیاد سے زیادہ جذباتی سطح پر مبنی تھی۔ لیکن جیسا کہ ایک شہری کی آزادی شامل ہے، ہم نے متعلقہ دفعات کا جائزہ لیا ہے اور ان ممکنہ تنازعات پر غور کیا ہے جو مذکورہ دفعات کی بنیاد پر اٹھائے جا سکتے ہیں۔

پہلا سوال جس کا فیصلہ کیا جانا ہے وہ یہ ہے کہ کیا متعلقہ قانونی دفعات کے تحت، ایک ملزم جسے عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی، اسے ہندوستان کی کسی جیل میں قانونی طور پر قید کیا جا سکتا ہے؛ اور اگر ایسا ہے تو، وہ کس مدت کے لیے تھا جس کے لیے اسے اتنی قید کی سزا دی جا سکتی تھی۔ 1955 کے ضابطہ فوجداری (ترمیم) ایکٹ XXVI کے ذریعے ترمیم کیے جانے سے پہلے ہم مختصر طور پر تعزیرات ہند کی متعلقہ دفعات کا نوٹس لیں گے۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 53 میں چھ مختلف سزائیں مقرر کی گئی ہیں جن کے لیے مجرم ذمہ دار تھے۔ ان سزاؤں میں سے دوسری نقل و حمل تھی اور چوتھی قید تھی جس کی دو وضاحتیں تھیں، یعنی سخت اور سادہ۔ ہندوستانی تعزیرات میں لفظ "نقل و حمل" کی تعریف نہیں کی گئی تھی، لیکن یہ دو مستثنیات کے ساتھ زندگی بھر کے لیے تھا۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 55 کے تحت، "ہر اس معاملے میں جس میں عمر قید کی سزا سنائی گئی ہو، صوبے کی صوبائی حکومت جس کے اندر مجرم کو سزا سنائی گئی ہو، مجرم کی رضامندی کے بغیر، کسی بھی وضاحت کی قید کی سزا کو کم کر سکتی ہے جس کی مدت چودہ سال سے زیادہ نہ ہو۔' اس کی دفعہ 58 کے تحت، ہر اس معاملے میں جس میں نقل و حمل کی سزا سنائی گئی تھی، مجرم سے، جب تک اسے منتقل نہیں کیا گیا، اسی طرح نمٹا جانا چاہیے جیسے کہ اسے سخت قید کی سزا سنائی گئی ہو اور اسے اس کی قید کی مدت کے دوران نقل و حمل کی سزا سے گزرنا پڑا ہو۔ ریاست کی جانب سے یہ کہا گیا کہ درخواست گزار کی سزا کو تعزیرات ہند کی دفعہ 55 کے تحت یا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 402 (1) کے تحت سخت قید میں تبدیل نہیں کیا گیا تھا۔ ہمارے پاس اس بیان کو قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس بنیاد پر، ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا درخواست گزار، جسے نقل و حمل کی سزا سنائی گئی تھی، کے ساتھ قانونی طور پر اس طرح نمٹا جا سکتا ہے جیسے وہ سخت قید کی سزا یافتہ شخص ہو۔ یہ سوال پنڈت کشوری لال بمقابلہ کینگ امپیریر میں پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی کے سامنے اٹھایا گیا تھا۔ نقل و حمل کی سزا کی تاریخ، انڈین پینل کوڈ، کوڈ آف کرمنل پروسیجر اور جیل ایکٹ کی متعلقہ دفعات پر غور کرنے کے بعد، پریوی کونسل اس نتیجے پر پہنچی کہ مذکورہ دفعات نے یہ واضح کر دیا ہے کہ جب نقل و حمل کی سزا منظور کی گئی تھی تو یہ

ضروری نہیں کہ اب سمندر سے آگے نقل وحمل کی سزا ہو۔ صفحہ 9 پر اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

" لیکن موجودہ دور میں نقل وحمل حقیقت میں ہے لیکن ہندوستان میں عمر قید کی سزا کو ایک نام دیا گیا ہے اور کچھ خاص معاملات میں، کم مدت کے لیے، بالکل اسی طرح جیسے انگلینڈ میں قید کی مدت ان تمام سزاؤں پر لاگو ہوتی ہے جو دو سال سے زیادہ نہیں ہیں اور تین سال اور اس سے اُوپر غلامی کی سزا۔۔۔
۔۔۔۔۔۔لہٰذا، ہندوستان میں، نقل وحمل کی سزا پانے والے قیدی کو انڈمان بھیجا جا سکتا ہے یا اسے ہندوستان میں نقل وحمل کے قیدیوں کے لیے مقرر کردہ جیلوں میں سے کسی ایک میں رکھا جا سکتا ہے، جہاں اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا جائے گا جس طرح سخت قید کی سزا پانے والے قیدی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔"

اس بھاری اختیار کے پیش نظر جس سے ہم متفق ہیں، متعلقہ دفعات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے، خاص طور پر تعزیرات ہند کی دفعہ 53اے کے پیش نظر جسے 1955 کے ایکٹ XXVI کے ذریعے شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 53اے میں لکھا ہے:

"(1)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(2) ہر اس معاملے میں جس میں ضابطہ فوجداری (ترمیم) ایکٹ 1954 کے آغاز سے پہلے ایک مدت کے لیے نقل وحمل کی سزا منظور کی گئی ہو، مجرم سے اسی انداز میں نمٹا جائے گا جیسے اسی مدت کے لیے سخت قید کی سزا سنائی گئی ہو۔

اس دلیل کا جو بھی جواز ہوسکتا ہے کہ نقل وحمل کی سزا پانے والے شخص کو قانونی طور پر ہندوستان کی جیل میں سخت قید نہیں کیا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ اسے عارضی طور پر منتقل کیا جائے، مذکورہ ترمیم کے بعد کوئی جواز نہیں ہے۔ اس دفعہ کے تحت، مذکورہ دفعہ کے نفاذ سے پہلے عمر قید یا کسی اور مدت کے لیے منتقل کیے جانے والے شخص کو عمر قید یا مذکورہ مدت کے لیے سخت قید کی سزا پانے والے شخص کے طور پر مانا جائے گا۔

اگر ایسا ہے تو، اگلا سوال یہ ہے کہ کیا قانون کی کوئی شق موجود ہے جہاں عمر قید کی سزا کے تحت، مناسب حکومت کی طرف سے کسی رسمی معافی کے بغیر، خود بخود ایک مقررہ مدت کے لیے ایک کے طور پر مانا جا

سکتا ہے۔ایسی کوئی شق انڈین پینل کوڈ،کوڈ آف کرمنل پروسیجر یا جیل ایکٹ میں نہیں ملتی ہے۔اگر چہ حکومت ہند نے اس معاملے میں جوڈیشل کمیٹی کے سامنے کہا ہے کہ اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ 57 کے حوالے سے،20 سال کی قید عمر قید کی سزا کے برابر تھی،عدالتی کمیٹی نے اس سوال پر اپنی حتمی رائے کا اظہار نہیں کیا۔عدالتی کمیٹی نے اس معاملے میں صفحہ 10 پر اس طرح مشاہدہ کیا: "یہ فرض کرتے ہوئے کہ سزا کو بیس سالوں میں سے ایک سمجھا جانا چاہیے،اور اچھے طرز عمل کے لیے معافی کے تابع ہونا چاہیے،اس نے اتنی معافی حاصل نہیں کی تھی کہ وہ اپنی درخواست کے وقت اسے فارغ کرنے کا حق دے سکے،اور اس لیے اسے صحیح طور پر مسترد کر دیا گیا،لیکن یہ کہتے ہوئے،ان کے اقتدار کو اس معنی کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے کہ عمر قید کو لازمی طور پر بیس سالوں میں سے ایک کے طور پر سمجھا جانا چاہیے،یا یہ کہ مجرم لازمی طور پر معافی کا حقدار رہے۔"

انڈین پینل کوڈ کی دفعہ 57 کا ہمارے سامنے اٹھائے گئے سوال سے کوئی حقیقی تعلق نہیں ہے۔سزا کی شرائط کے حصوں کا حساب لگانے کے لیے دفعہمیں کہا گیا ہے کہ عمر بھر کے لیے نقل وحمل کو بیس سال کی قید کے برابر سمجھا جائے گا۔اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ عمر بھر کے لیے نقل وحمل کو تمام مقاصد کے لیے بیس سال کے لیے نقل وحمل سمجھا جائے گا اور نہ ہی ترمیم شدہ دفعجو "عمر بھر کے لیے نقل وحمل" کے لیے "عمر قید" کے الفاظ کو تبدیل کرتا ہے۔"اس طرح کے کسی بھی مکمل طور پر گلے لگانے والے افسانے کی ڈرائنگ کو فعال کریں۔عمر قید یا عمر قید کی سزا کو پہلی نظر میں سزا یافتہ شخص کی فطری زندگی کی بقیہ پوری مدت کے لیے نقل وحمل یا قید کے طور پر سمجھا جانا چاہیے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ معافی کے نظام پر حکمرانی کرنے والے بمبئی کے قوانین نے عمر قید کے لیے ایک مقررہ مدت کو تبدیل کیا اور اس لیے،اگر اصل میں خدمت کی گئی مدت کا مجموعہ مذکورہ مدت سے زیادہ ہے،تو وہ شخص رہا ہونے کا حقدار ہوگا۔اس دلیل کو سمجھنے کے لیے بمبئی کے متعلقہ قوانین کو پڑھا جا سکتا ہے۔

ریلیز۔قاعدہ 934"۔قبل از وقت رہائی کی تمام آسانیوں میں،قیدیوں کو جیل سے رہا کرنے سے پہلے حکومت کی طرف سے دفعہ 401،فوجداری ضابطہ اخلاق کے تحت احکامات جاری کرنا ہوں گے۔

قاعدہ 937۔(سی)"جب کوئی عمر قید کا مجرم یا کوئی قیدی جس کے معاملے میں ریاستی حکومت نے اس کا حوالہ دیے بغیر اس کی رہائی پر پابندی کا حکم جاری کیا ہے، اس نے ایسی معافی حاصل کی ہے جو اسے رہا کرنے کا حق دیتی ہے لیکن اس اصول کی دفعات کے لیے، سپرنٹنڈنٹ انسپکٹر جنرل کے ذریعے ریاستی حکومت کو اسی کے مطابق رپورٹ کرے گا تاکہ اس کے معاملے پر ضابطہ فوجداری، 1898 کی دفعہ 401 کے حوالے سے غور کیا جا سکے۔

" تخفیف کا نظام: قاعدہ 1419۔(چ)I" عمر قید کی سزا کو عام طور پر 15 سال کی اصل قید کے طور پر لیا جائے گا۔

سزاؤں کا جائزہ: قاعدہ 1447۔(2)" قاعدہ 1419 میں کسی بات کے باوجود کوئی بھی قیدی جسے عمر قید یا 14 سال سے زیادہ، قید یا نقل و حمل اور قید یا نقل و حمل اور مجموعی طور پر 14 سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا سنائی گئی ہو، اسے اس کی نقل و حمل یا قید یا دونوں کی مدت مکمل ہونے پر رہا نہیں کیا جائے گا، جس میں تمام معافی بھی شامل ہو، جب تک کہ اس طرح کے قیدی کے حوالے سے ذیلی قاعدہ (1) کے تحت کوئی رپورٹ نہ دی گئی ہو اور اس پر اس کی حتمی رہائی کی تاریخ کے حوالے سے حکومت کے احکامات موصول نہ ہوئے ہوں۔

یہ ایک عام معاملہ ہے کہ مذکورہ قوانین جیل ایکٹ، 1894 کے تحت بنائے گئے تھے، اور یہ کہ ان کے پاس قانونی طاقت ہے۔ لیکن جیل ایکٹ کسی بھی اختیار کو سزاؤں کو کم کرنے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں دیتا ہے۔ یہ صرف جیلوں کے ضابطے اور اس میں قید قیدیوں کے علاج کے لیے فراہم کرتا ہے۔ جیل ایکٹ کی دفعہ 59 ریاستی حکومت کو اچھے طرز عمل کے انعامات کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیتی ہے۔ لہذا، ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کو ایکٹ کے دائرہ کار کے اندر سمجھا جانا چاہیے۔ قوانین، دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، اچھے طرز عمل کے لیے انعامات کے ذریعے تین قسم کی معافی فراہم کرتے ہیں، یعنی (i) عام، (ii) خصوصی اور (iii) ریاست۔ قاعدہ 1419 (سی) کے تحت مذکورہ معافیوں میں سے کام کرنے کے لیے، عمر بھر کے لیے نقل و حمل کو عام طور پر 15 سال کی اصل قید کے طور پر لیا جانا چاہیے۔ اس اصول کو زندگی بھر کے لیے نقل و حمل کے لیے 15 سال کی اصل قید کے قانونی مساوات کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ مساوات صرف ایک خاص

مقصد کے لیے ہے، یعنی "معافی کے نظام" کے مقصد کے لیے اور تمام مقاصد کے لیے نہیں۔ اصول میں "عام طور پر" لفظ بھی مذکورہ تعمیر کی حمایت کرتا ہے۔ قاعدہ 1447 کے ذیلی قاعدہ (2) میں غیر متزلزل شق اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ قاعدہ 1419 میں کسی بھی چیز کے باوجود جس قیدی کو عمر قید کی سزا سنائی گئی ہو اسے اس کی مدت پوری ہونے پر رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے پیش کی گئی رپورٹ پر حکومت کے احکامات موصول نہ ہوں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاعدے میں مذکور 15 سال کی اصل قید کی مدت صرف معافی کا حساب لگانے کے مقصد کے لیے ہے اور اس بنیاد پر مدت کی تکمیل دراصل قیدی کو رہا کرنے کا کوئی حق نہیں دیتی۔ عمر قید کی سزا پانے والے قیدی کے معاملے میں قاعدہ 1447 میں زیر غور حکومت کا حکم صرف ضابطہ فوجداری کی دفعہ 401 کے تحت ایک حکم ہو سکتا ہے، کیونکہ عمر قید کی سزا کی صورت میں قیدی کی رہائی قانونی طور پر صرف سزا کے پورے توازن کو معاف کر کے نافذ کی جا سکتی ہے۔ قواعد 934 اور 937 (سی) اس ہنگامی صورتحال کے لیے فراہم کرتے ہیں۔ مذکورہ قواعد کے تحت دفعہ 401، فوجداری ضابطہ اخلاق کے تحت ایک مناسب حکومت کے احکامات، رہائی کے لیے ایک شرط ہیں۔ کوئی اور قاعدہ ہمارے نوٹس میں نہیں لایا گیا ہے جو عمر قید کی سزا پانے والے قیدی کو معافی سمیت کسی خاص مدت کی میعاد ختم ہونے پر غیر مشروط رہائی کا ناقابل عمل حق عطا کرتا ہو۔ جیل ایکٹ کے تحت قوانین عمر قید کی سزا کے لیے کم سزا کا متبادل نہیں ہیں۔

مختصر طور پر بیان کردہ قانونی حیثیت یہ ہے: 1955 کے ایکٹ XXVI سے پہلے ہندوستان میں ایک نامزد جیل میں عمر قید کی سخت قید کے ذریعے ایک قیدی کو عمر قید کی سزا سنائی جا سکتی تھی۔ مذکورہ ایکٹ کے بعد، ایسے مجرم کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا جائے گا جس طرح اسی مدت کے لیے سخت قید کی سزا سنائی گئی ہو۔ جب تک کہ مذکورہ سزا کو انڈین پینل کوڈ یا کوڈ یا ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعات کے تحت مناسب اتھارٹی کے ذریعے تبدیل یا معاف نہیں کیا جاتا، عمر قید کی سزا پانے والا قیدی قانون کے مطابق عمر قید کی سزا گزارنے کا پابند ہے۔ جیل ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد ایسے قیدی کو عام، خصوصی اور ریاستی معافی حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں اور مذکورہ معافی کو اس کی قید کی مدت کے لیے کریڈٹ دیا جائے گا۔ معافی کا تعین کرنے کے مقصد کے لیے عمر قید کی سزا عام طور پر ایک مقررہ مدت کے برابر ہوتی ہے، لیکن یہ صرف اس خاص مقصد کے لیے ہوتی ہے نہ کہ کسی دوسرے مقصد کے لیے۔ چونکہ عمر قید یا اس کے مساوی جیل کی سزا، عمر قید، غیر معینہ مدت میں سے ایک ہے، اس طرح حاصل کی گئی معافی عملی طور پر ایسے مجرم کی مدد نہیں کرتی ہے کیونکہ اس کی موت کے وقت کی پیش گوئی کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قواعد. حاصل کردہ معافی کی مدت سمیت

متعلقہ عوامل پر غور کرتے ہوئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 401 کے تحت مناسب حکومت کو سزا معاف کرنے کے قابل بنانے کے لیے ایک طریقہ کار فراہم کریں۔ معافی کا سوال خصوصی طور پر مناسب حکومت کے صوبے کے اندر ہے؛ اور اس معاملے میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگرچہ مناسب حکومت نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 401 کے تحت کچھ معافی دی تھی، لیکن اس نے پوری سزا کو معاف نہیں کیا۔اس لیے ہم یہ مانتے ہیں کہ درخواست گزار نے ابھی تک رہائی کا کوئی حق حاصل نہیں کیا ہے۔

درخواست گزار نے ہم سے ایک پرجوش اپیل کی کہ اگر اس طرح کی تکمیل کو قبول کیا جاتا ہے تو وہ مناسب حکومت کے رحم و کرم پر ہوگا اور یہ کہ مذکورہ حکومت، اس کے باوجود، اس کی سزا کا توازن معاف نہیں کرے گی، جس کے نتیجے میں وہ مستقل اچھے طرز عمل، مفید خدمات اور یہاں تک کہ خون کے عطیہ کے لیے اس کی کمائی کردہ معافی کے ثمرات سے محروم ہو جائے گا۔آئین کے ساتھ ساتھ ضابطہ فوجداری ایگزیکٹو حکومت کو سزا معاف کرنے کا اختیار دیتا ہے اور یہ اس کے خصوصی صوبے میں ہے۔ہم یہ فرض نہیں کر سکتے کہ مناسب حکومت اپنے دائرہ اختیار کو معقول طریقے سے استعمال نہیں کرے گی۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہم یہ مانتے ہیں کہ درخواست گزار قانونی حراست میں ہے اور ہیبیس کارپس کی درخواست قابل قبول نہیں ہے۔ درخواست مسترد کر دی جاتی ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.04.02 12:22
I attest to the accuracy and
integrity of this document